شادی شدہ افراد کی شہوانی عدم تسکین، بے وفائی اور ناجائز تعلقات کی وجوہات اور تدارک

شادی شدہ زندگی میں میاں بیوی کی ایک دوسرے سے وفاداری نہ صرف ہماری تہذیب میں انتہائی ضروری سمجھی جاتی ہے بلکہ دنیا کے تمام معاشروں میں اسے شادی شدہ زندگی کا ایک انتہائی ضروری عنصر مانا جاتا ہے۔ دنیا کے تمام معاشروں میں ایک روایتی شادی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی ساری زندگی ایک دوسرے کا ہر طرح کے اچھے برے حالات میں ساتھ دیتے رہیں اور ایک دوسرے سے الگ ہونے کو برا سمجھا جاتا ہے۔ دنیا کے مذاہب کی روشنی میں بھی میاں بیوی کا ایک دوسرے کے ساتھ وفادار رہنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ان سب معاشرتی اور مذہبی حقائق کو جاننے کے باوجود شادی شدہ افراد میں بے وفائی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ آجکل کے جدید معاشروں میں میاں بیوی کو ایک دوسرے سے بے وفائی کرنے اور ناجائز تعلقات استوار کرنے کے بہت سے مواقع دستیاب ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ان مواقع میں انٹرنیٹ پر ہونے والے سماجی رابطوں میں انتہائی آسانی، میاں بیوی دونوں کا کام کاج کرتے ہوئے اپنے دفاتر کے باقی افراد کے ساتھ بے تکلف ہونا، مختلف پیشہ ورانہ یا سماجی مقاصد کے لیے میاں بیوی کا الگ الگ دوسرے شہروں میں سفر کرنا، وغیرہ سر فہرست ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ڈراموں اور فلموں کی مدد سے لوگوں میں جنسی معلومات بڑھی ہیں اور اسقاط حمل پہلے سے زیادہ آسان طریقوں سے کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں میاں بیوی میں بے وفائی طلاق کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ تحقیقات کے مطابق دنیا کے 55% شادی شدہ افراد کسی نہ کسی حوالے سے بے وفائی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ محققین کے مطابق بے وفائی کے رجحانات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ شادی شدہ مردوں میں بے وفائی کی شرح 48% جبکہ شادی شدہ عورتوں میں بے وفائی کی شرح 6% ہے۔ زیادہ مالدار مردوں اور زیادہ خوبصورت عورتوں کو بے وفائی کے زیادہ مواقع میسر آتے ہیں۔

شادی شدہ زندگی میں میاں بیوی کا کسی اور سے اپنی شہوانی خواہشات کو سماجی اور مذہبی طور پر ناجائز طریقوں سے پورا کرنا نفسیاتی حوالوں کے مطابق کوئی انوکھی بات نہیں بلکہ اس کے شواہد تاریخ انسانی میں صدیوں سے ملتے آئے ہیں۔ نفسیاتی تحقیقات اس بات کو تسلیم کرتی ہیں کہ اجنبی افراد سے جذباتی وابستگی کا مزہ اور اس سے حاصل ہونے والی تسکین میاں بیوی کے درمیان ہونے والی تسکین سے زیادہ ہوتی ہے۔ مزید برآں، مردوں میں شہوانی خواہشات عورتوں سے نسبتاً اڑھائی دفعہ زیادہ ہوتی ہیں۔ دنیا کے 55 سے زیادہ ممالک میں ہونے والی تحقیقات نے یہ بات ثابت کی ہے کہ مرد جسمانی اور نفسیاتی طور پر عورتوں سے کہیں زیادہ شہوانی خواہشات

رکھتے ہیں۔ مرد محبت کیے بغیر بھی کسی اور کے ساتھ جنسی تعلقات رکھنے میں شرم محسوس نہیں کرتے جبکہ عورتوں کا جنسی تعلقات بنانے کے لیے محبت کا ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔ زیادہ پڑھے لکھے افراد، وہ لوگ جن کی شادی کم عمری میں ہوئی ہو اور مذہب سے کم لگاؤ رکھنے والے لوگوں میں ناجائز تعلقات کے رجحانات زیادہ پائے جاتے ہیں۔ کچھ افراد اپنے شریک حیات سے کسی طرح کا بدلہ لینے کے لیے بھی ناجائز تعلقات استوار کرتے ہیں۔ الغرض نفسیاتی تحقیقات کے مطابق ناجائز تعلقات استوار کرنے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں مگر زیادہ تر لوگوں میں اس کی سب سے بڑی وجہ شہوانی عدم تسکین یا حد سے بڑھی ہوئی شہوانی خواہشات ہوتی ہیں۔

مرد و زن دونوں بلکہ تمام جانوروں میں موجود شہوانی خواہش ایک انتہائی فطری بلکہ جبلتی عنصر ہے۔ بعض مشہور نفسیات دانوں نے شہوانی خواہش کو کھانے پینے کی خواہش جیسا بلکہ اس سے بھی زیادہ شدید ثابت کیا ہے اور شہوانی بھوک کو روز مرہ کی بھوک پیاس کی طرح ایک جبلتی امر قرار دیا ہے۔ بعض نے اس کو انسان کا سب سے شدید ترین جذبہ قرار دیا ہے۔ امام غزالی نے بھی انسان کے دو بنیادی اوصاف میں قوت غضب اور قوت شہوت کا تذکرہ کیا ہے۔ بعض نفسیات دانوں کے مطابق فرد کی شہوانی خواہش کا اصل منبع وہ دوسرا فرد ہوتا ہے جس سے شہوانی خواہش کی تکمیل مقصود ہو۔ یعنی محب میں محبت محبوب پیدا کرتا ہے۔ عشق اول در دل معشوق پیدا می شود، تانہ سوزد شمع کی پروانہ شیدا می شود۔ پس ثابت ہوتا ہے کہ شہوانی خواہش ایک شدید فطری اور جبلتی جذبہ ہے جس کی تحریک سماجی طور پر کوئی دوسرا فرد پیدا کر دیتا ہے۔ اسی لیے مذاہب شادی شدہ افراد کو ایسے سماجی رابطوں سے روکتے ہیں جن سے شہوانی تحریک پیدا ہونے کا احتمال ہو۔

شہوانی خواہشات کی تکمیل اور تسکین شادی کا ایک بنیادی مقصد ہوتا ہے مگر تحقیقات اس بات پر روشنی ڈالتی ہیں کہ میاں بیوی شادی کے اس انتہائی ضروری اور بنیادی مقصد کو اپنے رشتے کے بننے اور بکھرنے میں خاطر خواہ اہمیت نہیں دیتے۔ اس کی جگہ بہت سے سماجی اور اقتصادی پہلو میاں بیوی کے درمیان تعلق کو بڑھانے اور گھٹانے میں اپنا کردار ادا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہزارہا نفسیاتی تحقیقات اس بات پر زور دیتی آئی ہیں کہ میاں بیوی کے درمیان تعلقات کی کشیدگی اور فروغ میں شہوانی تسکین ایک انتہائی بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ تحقیقات اور مشاہدات دونوں سے یہ بات ثابت ہے کہ میاں بیوی کے درمیان ہونے والا شہوانی تعلق وقت کے ساتھ ساتھ ایک عام سا معمول بن کر رہ جاتا ہے اور اپنی افادیت کھو دیتا ہے۔ اس شہوانی تعلق کا مقصد شہوانی تسکین نہیں رہتا بلکہ معمولات کی ادائیگی بن جاتا ہے۔ تحقیقات اس بات سے پردہ اٹھاتی ہیں کہ مرد اور عورت دونوں شادی شدہ جنسی تعلقات کو شہوانی تسکین سے

زیادہ ایک معمول کا عمل سمجھ کر کرتے ہیں جس کے مقاصد میں صرف مردوں کی جنسی تسکین، رشتہ کا بھرم رکھنا اور رشتے کو ٹوٹنے سے بچانا، اور عورتوں کا ایک تابعدار بیوی بننا وغیرہ شامل ہیں۔ نفسیاتی تحقیقات کے مطابق یہ ہر گز ضروری نہیں کہ میاں بیوی میں ہونے والا جنسی عمل ان کی شہوانی تسکین کا باعث بھی بنے۔ دنیا کے اکثر معاشروں میں عورتیں اس عمل سے انکار کی جرات نہیں رکھتیں اور اس کو بادل ناخواستہ انجام دیتی ہیں۔ اس بات کو سمجھنا بھی از حد ضروری ہے کہ مردوں کے لیے شہوانی تسکین جنسی تسکین سے کافی حد تک پوری ہو جاتی ہے مگر عورتوں کی شہوانی تسکین کو جنسی تسکین سے پہلے جذباتی تسکین کی بھی ضرورت پڑتی ہے جس کی طرف شادی شدہ مرد اکثر توجہ نہیں دیتے۔

مندرجہ بالا حقائق سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ میاں بیوی میں بے وفائی اور ناجائز تعلقات کے امکان کی سب سے بڑی وجہ ان کی شہوانی عدم تسکین ہے۔ اگر میاں بیوی اپنی شہوانی خواہشات کو ایک دوسرے سے پورا کرنے کا ارادہ کریں اور اپنی شہوانی خواہشات کی مکمل تسکین صرف ایک دوسرے سے کریں تو وہ بے وفائی سے بچ سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل انتہائی ضروری باتوں کا سمجھنا بہت ضروری ہے:

جنسی تسکین {biological gratification} اور شہوانی تسکین {sexual pleasure} کے درمیان فرق کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ چونکہ انگریزی لفظ sex کو اردو میں اکثر جنس کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے اور اس سے جنسی معنی مراد ہوتے ہیں لہذا سمجھنے میں مسائل کا سامنا رہتا ہے۔ انگریزی زبان میں sex کو جنسی طبعیاتی معانی میں بھی اور شہوانی معانی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے مگر اردو میں sex کی نفسیاتی نوعیت کو واضع کرنے کے لیے شہوانیت ایک انتہائی مناسب لفظ ہے۔ جنسی تسکین سے مراد ہمارے جسموں کی طبعیاتی تسکین ہے اور شہوانی تسکین سے مراد ہمارے ذہنوں کی تسکین ہے۔ اس بات کا سمجھنا ضروری ہے کہ اگر ہم ایک جسمانی عمل سے جسمانی تسکین پاتے ہیں تو ہر گز ضروری نہیں کہ اس سے ہمیں ذہنی تسکین بھی پوری طرح حاصل ہو رہی ہو۔ مثال کے طور پر بھوک لگنا ایک طبعی امر ہے، اس کو باسی روٹی کھا کر بھی مٹایا جا سکتا ہے اور بھوک کو ختم کیا جا سکتا ہے مگر اس طرح بھوک کو ختم کرنے سے ہماری طبعی تسکین تو ہو جائے گی مگر ہماری ذہنی تسکین نہیں ہو پائے گی۔ اس کے برعکس اگر ہم اپنی بھوک کو مرغن اور مزیدار کھانوں سے مٹائیں گے تو ہماری طبعی تسکین کے ساتھ ساتھ ہماری ذہنی اور نفسیاتی تسکین بھی ہو

گی۔ لہذا میاں بیوی کو اس سوال کا جواب تلاش کرنا چاہیے کہ کیا ان کے درمیان جسمانی رابطہ ان کی طبعی تسکین کے ساتھ ساتھ ان کی ذہنی، نفسیاتی اور جذباتی تسکین کا باعث بھی بن رہا ہے یا نہیں؟

شہوانی تسکین کے حصول کے لیے میاں بیوی کا ایک دوسرے کے ساتھ ہر موضوع پر بلا جھجک گفتگو کرنا ہر حوالہ سے انتہائی ضروری ہے۔ مذہب اس بات پر شدید زور دیتا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے سے انتہائی بے تکلف ہوں اور ہر بات کو کسی شرم کے بغیر کر سکیں۔ اس سلسلے میں دین کی تعلیمات کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ چونکہ ہمارے معاشرے میں سماجی اقدار کو مذہب پر فوقیت دی جاتی ہے لہذا شہوانی موضوعات پر بات کرنا باعث شرم سمجھا جاتا ہے۔ میری پاکستان میں کی گئی تحقیقات کے مطابق پاکستانی مرد اپنے دوستوں کے ساتھ تو شہوانی موضوعات کو انتہائی مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں کے ساتھ ان موضوعات پر بات کرنا غیر اخلاقی اور باعث شرم سمجھتے ہیں۔ پاکستانی عورتیں شرم اور سماجی اقدار کی زیادہ امین ہیں اور وہ اپنی سہیلیوں سے بھی اس طرح کی بات چیت کرنا باعث شرم سمجھتی ہیں۔ میاں اور بیوی دونوں ایک دوسرے سے اتنا کھل کر بات نہیں کر پاتے جتنا کہ وہ خود کرنا بھی چاہتے ہیں۔ اس کی بہت بڑی وجہ ہماری سماجی اقدار ہیں جو کئی جگہوں پر ہمارے مذہب سے متصادم ہیں۔ پاکستان میں بیویوں کو ان کا جائز مذہبی مقام نہیں مل پاتا اور ان کو اکثر لونڈیوں کی طرح محنت اور مشقت کا عادی بنا کر رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح خاوند کو بھی وہ مقام اور مرتبہ نہیں مل پاتا جو اس کا شرعی حق ہے۔ سماجی اقدار میں بذات خود بہت تفاوت ہے اور ہر شہر بلکہ ایک ہی شہر کے اندر مختلف جگہوں میں مختلف سماجی اقدار کارفرما ہیں۔ بیٹوں اور بیٹیوں میں فرق اور بہو اور بیٹی میں فرق کرنا، بیوی کو ساس سسر کی خدمت پر مامور کرنا، گھر کے سارے کام صرف خواتین سے کروانا، مردوں کو کولہو کا بیل بنائے رکھنا، اور اسی طرح کی بہت سی سماجی اقدار بہت سے مسائل کا باعث ہیں۔ ان سب گوناگوں سماجی حالات وواقعات سے متاثر ایک عام پاکستانی شادی شدہ جوڑا آپس میں شہوانی تسکین کے بارے میں کیسے بات چیت کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ذہنی، نفسیاتی اور جذباتی تسکین جو اسے شادی سے ملنی چاہیے تھی وہ نہیں مل پاتی اور ان میں سے کسی ایک کا ذہن کسی ایسی دوسری طرف بھٹکنے پر مجبور ہو سکتا ہے جہاں سے تحریک مل رہی ہو۔

کسی بھی ممکنہ بے وفائی سے بچنے اور اس پر قابو پانے کے لیے میاں بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے دین کا بخوبی مطالعہ کریں اور دین کے ذریعے ملنے والے رہنما اصولوں کو سماجی اقدار پر ترجیح دیں۔ اپنے خاندان اور بچوں وغیرہ سے ہٹ کر صرف اپنے لیے وقت نکالیں۔ ایک دوسرے سے ہر موضوع پر کھل کر بات چیت کریں۔ ایک دوسرے سے شہوانی تسکین کے بارے میں مختلف سوال کر کے ایک

دوسرے کی شہوانی طبیعتوں کو جاننے کی کوشش کریں۔ اس بات پر متفق رہیں کہ ان کی شہوانی تسکین صرف ایک دوسرے سے بھی خاطر خواہ حد تک پوری ہو سکتی ہے اگر وہ ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھیں اور ایک دوسرے کی شہوانی پسند ناپسند کا خیال رکھیں۔ مردوں کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ خواتین کی شہوانی تسکین صرف جنسی عمل سے پوری نہیں ہو پاتی بلکہ ان کی تعریف کرنا، ان سے جذباتی وابستگی کا اظہار کرنا، ان کو تحائف دینا وغیرہ بھی ان کی شہوانی تسکین کے لیے ضروری ہیں۔ اسی طرح خواتین کو یہ سمجھنا چاہیے کہ ان کا بناؤ سنگھار اور جسمانی کشش ان کے مردوں کی شہوانی تسکین میں خاطر خواہ اضافے کا باعث بنتی ہے۔ میاں اور بیوی دونوں کا ایک دوسرے کا شکر گزار رہنا بھی انتہائی ضروری ہے جس کا انھیں ایک دوسرے سے اظہار بھی کرتے رہنا چاہیے۔

یہ سب باتیں دانش مندانہ ہیں اور ان کو شہوانی ذہانت کہا جاتا ہے۔ جو لوگ شہوانی طور پر ذہین ہوتے ہیں ان میں بے وفائی وغیرہ جیسی باتوں کی روک تھام اور ان کا تدارک کرنے کی بھرپور صلاحیت ہوتی ہے۔ اپنی شہوانی ذہانت کو جانچنے کے لیے آپ میری ویب سائٹ سے بھی رجوع کر سکتے ہیں اور اپنی شہوانی ذہانت کو جانچ سکتے ہیں۔ مزید برآں، میاں بیوی کے درمیان ناچاقی اور لڑائی جھگڑے سے پیدا ہونے والے مسائل کے لیے مجھ سے مفت نفسیاتی مشاورت بھی کی جا سکتی ہے۔ اسی سلسلے میں میرے دیگر مضامین مثلاً "شادی ایک نفسیاتی بندھن" اور "بریک اپ" وغیرہ کا مطالعہ بھی فائدہ مند ہے۔